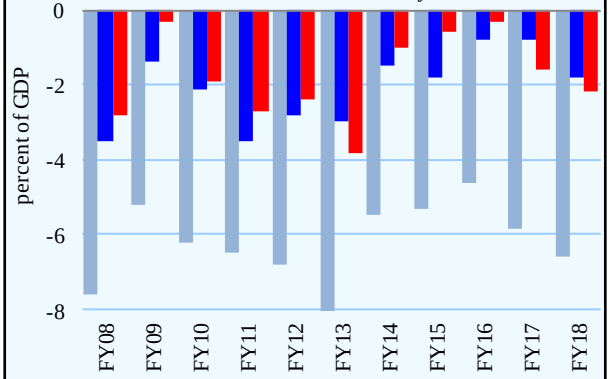
4 مالیاتی پالیسی

4.1 عمومی جائزہ

اخراجات کے مقابلے میں محاصل کی نمو میں تیزی سے کمی کے نتیجے میں مالیاتی خسارہ بڑھ کر گذشتہ پانچ برسوں کی بلند ترین سطح تک پہنچ گیا(**شکل 4.1**)۔ مالیاتی کارکردگی کے دیگر اظہاریوں میں بھی سست رفتاری دیکھی گئی۔ مثلاً، بنیادی خسارے میں اضافہ محاصل کی نمو کے مقابلے میں غیر سودی اخراجات میں زیادہ نمو ظاہر کرتا ہے۔ اسی طرح، محاصل کا خسارہ محاصل کے مقابلے میں جاری اخراجات میں زیادہ نمو کا عکاس ہے۔

شکل 4.1: مالی اظہاریے

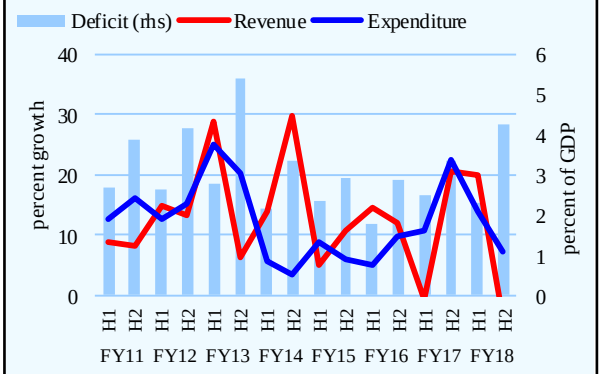


Data sources: Ministry of Finance and SBP calculations

ششماہی تفصیلات سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالیاتی خسارے میں مالی سال 18ء کی پہلی ششماہی کے مقابلے میں تقریباً دگنا اضافہ ہوا ہے۔ اگرچہ حکومتی اخراجات اور محاصل دونوں میں اضافے کی رفتار سست ہوئی ہے تاہم مالی سال 18ء کی دوسری ششماہی میں بلند خسارے کا سبب محاصل میں سست نمو تھی(**شکل 4.2**)۔

محاصل کی وصولی پر بوجھ غیر ٹیکس محاصل میں کمی کی وجہ سے پڑا۔ مالی سال 18ء میں اسٹیٹ بینک کے منافع اور تیل و گیس کی پیداوار پر رائلٹی / ونڈفال لیوی کے علاوہ تمام اجزا کے محاصل میں کمی ہوئی۔ خصوصاً، اتحادی سپورٹ فنڈ کی عدم موجودگی میں دفاعی اخراجات ، مارک اپ / منافع منقسمہ آمدنی اور پی ٹی اے / ڈاک خدمات کے منافع میں کمی ریکارڈ کی گئی۔

شکل 4.2: محاصل، اخراجات اور مالیاتی خسارے کے رجحانات



Data source: Ministry of Finance

دوسری جانب، ٹیکس وصولی کی نمو میں وسیع البنیاد اضافہ دیکھا گیا۔ خصوصاً، ایف بی آر کی ٹیکس وصولی میں مالی سال 18ء کے دوران دوہندسی نمو ہوئی۔ ایسا سال کے دوران ایف بی آر ٹیکس وصولی میں نمایاں سست رفتاری کے باوجود ہوا جو مالی سال 18ء کی پہلی سہ ماہی کے 22.0 فیصد سے گر کر چوتھی سہ ماہی میں 10.6 فیصد رہ پر آگئی۔ اس کا اہم سبب چوتھی سہ ماہی میں اشیا سازی کی سرگرمیوں، خاص طور پر سیمنٹ، سگریٹ اور مشروبات کے شعبوں کی سست رفتاری کے باعث بالواسطہ ٹیکسوں میں ہونے والی کمزور نمو تھی۔

کارپوریٹ ٹیکس کی شرح (بینکوں کے علاوہ) اور بینکوں کی نفع یابی میں کمی کے باوجود بلاواسطہ ٹیکس وصولی میں بلند نمو ہوئی اور اسے یکبارگی ٹیکس ایمنسٹی اسکیم کی وصولیوں سے فائدہ پہنچا۔ مزید برآں، خدمات پر جنرل سیلز ٹیکس کے باعث صوبائی ٹیکس وصولیوں نے اپنی گذشتہ چند برسوں سے جاری رفتار کو برقرار رکھا۔

اخراجات میں سست رفتاری کا بنیادی سبب ترقیاتی اخراجات میں کمی تھی۔ یہ گذشتہ چند برسوں میں دیکھے جانے والے رجحانات کے برعکس ہے جس میں مالیاتی پالیسی کی توجہ ترقیاتی اخراجات میں مسلسل اضافے کے ذریعے معاشی نمو کی اعانت پر مرتکز تھی۔ ترقیاتی اخراجات میں کمی کا اہم سبب مالی سال 18ء کے آخر میں سرکاری شعبے کے

جدول 4.1: مالیاتی سرگرمیوں کا خلاصہ

ارب روپے

		اصل		جی ڈی پی کا فیصد	
	بجٹ م س18ء	م س17ء	م س18ء	م س17ء	م س18ء
الف۔ مجموعی محاصل	6167.2	4,936.7	5,228.0	15.4	15.2
ٹیکس محاصل	4,912.5	3,969.2	4,467.2	12.4	13.0
غیر ٹیکس محاصل	1,254.7	967.5	760.9	3.0	2.2
ب۔ مجموعی اخراجات	7,646.8	6,800.5	7,488.4	21.3	21.8
جاری	5,393.9	5,197.9	5,854.3	16.3	17.0
سودی ادائیگیاں	1,363.0	1,348.4	1,499.9	4.2	4.4
دفاع	920.2	888.1	1,030.4	2.8	3.0
ترقیاتی	2,265.2	1,693.5	1,584.1	5.3	4.6
خالص قرض گاری	-12.3	-12.8	37.6	0.0	0.1
شماریاتی فرق	0	-78.0	12.4	-0.2	0.0
مالیاتی توازن (الف۔ب)	-1,479.6	-1,863.8	-2,260.4	-5.8	-6.6
محصولاتی توازن	773.3	-261.1	-626.3	-0.8	-1.8
بنیادی توازن	-116.6	-515.4	-760.5	-1.6	-2.2
مالکاری	1,479.6	1,863.8	2,260.4	5.8	6.6
بیرونی ذرائع	511.4	541.4	785.2	1.7	2.3
ملکی ذرائع	968.1	1,322.4	1,475.2	4.1	4.3
بینک	390.1	1,045.8	1,120.5	3.3	3.3
غیر بینک	528.0	276.6	352.7	0.9	1.0
نجکاری	50.0	0.0	0.0	0.0	0.0
فیصد نمو					
مجموعی محاصل		11.0	5.9		
ٹیکس محاصل		8.4	12.5		
غیر ٹیکس محاصل		23.0	-21.4		
مجموعی اخراجات		17.3	10.1		
جاری		10.7	12.6		
ترقیاتی		30.1	-6.5		

ڈیٹا کے ذرائع: وزارت خزانہ اور اسٹیٹ بینک کا حساب

ترقیاتی پروگرام (پی ایس ڈی پی) کی مد میں خاص طور پر عبوری حکومت کی مدت میں اخراجات کا کم ہونا تھا۔ انتخابات کے برس میں جاری اخراجات میں اضافہ متوقع تھا اور اس کی وجہ صوبائی جاری اخراجات کا تیزی سے بڑھنا تھی۔[1]

[1] گذشتہ انتخابی برسوں کی طرح جاری اخراجات میں اضافہ متوقع تھا۔ مثلاً، مالی سال 08ء میں جاری اخراجات کی نمو بڑھ کر 35.1 فیصد تک پہنچ گئی جو مالی سال 07ء میں 22.7 فیصد تھی۔ اسی طرح، مالی سال 13ء کے دوران جاری اخراجات میں 17.2 فیصد نمو ہوئی جبکہ مالی سال 12ء میں 7.6 فیصد بڑھے تھے۔

مذکورہ حالات کے نتیجے میں مالی سال 18ء کے دوران بلند مالی ضروریات کو ملکی اور بیرونی دونوں ذرائع سے پورا کیا گیا۔ جہاں تک بیرونی شعبے کا تعلق ہے تو حکومت نے کمرشل قرضوں، بانڈز/صکوک اور دو طرفہ قرضوں پر بھاری انحصار کیا۔ اندرون ملک بینک اور غیر بینک دونوں ذرائع کے قرضے بڑھ گئے۔ بینک قرضوں میں حکومت نے نہ صرف اپنی اضافی مالی ضروریات کو پورا کرنے بلکہ سال کے دوران عرصیت مکمل کرنے والے بینکوں کے طویل مدتی قرضوں کی واپسی کے لیے زیادہ انحصار اسٹیٹ بینک کے قرضوں پر کیا۔

جدول 4.2: ایف بی آر ٹیکس وصولی

ارب روپے

	بجٹ م س	وصولیاں		فیصد نمو	
	18ء	م س17ء	م س18ء	م س17ء	م س18ء
بلاواسطہ ٹیکس	1,594.9	1,343.2	1,536.6	12.7	14.4
بالواسطہ ٹیکس	2,418.1	2,017.8	2,305.5	5.1	14.3
کسٹم ڈیوٹی	581.4	496.0	608.3	22.1	22.6
سیلز ٹیکس	1,605.2	1,323.3	1,491.3	0.0	12.7
ایف ای ڈی	231.5	198.6	205.9	4.2	3.7
مجموعی ٹیکس	**4,013.0**	**3,361.0**	**3,842.1**	**8.0**	**14.3**
مجموعی ٹیکس (جی ڈی پی کا فیصد)	**11.2**	**10.5**	**11.2**		

ڈیٹا کا ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو اور وزارت خزانہ

4.2 محاصل

مالی سال 18ء میں مجموعی محاصل میں 5.9 فیصد نمو ہوئی، جو گذشتہ برس ہونے والی 11.0 فیصد نمو کا تقریباً نصف ہے۔ سست رفتاری کا اہم سبب غیر ٹیکس محاصل پر دباؤ تھا۔ دوسری جانب ٹیکس محاصل میں نمو کافی وسیع البنیاد رہی کیونکہ مالی سال 18ء میں ایف بی آر اور صوبوں دونوں کی جانب سے ٹیکس وصولی میں اضافہ ہوا۔

ایف بی آر ٹیکس

مالی سال 18ء کے دوران ایف بی آر نے 3,842 ارب روپے کے ٹیکس جمع کیے، جو اس میں 14.3 فیصد اضافے کو ظاہر کرتا ہے جبکہ گذشتہ برس اس میں 8.0 فیصد نمو ہوئی تھی (**جدول 4.2**)۔ ٹیکسوں کی وصولی میں نمو گذشتہ برس کے مقابلے میں زیادہ لیکن 30 جون 2018ء تک ٹیکس ایمنسٹی اسکیم کی مد میں تقریباً 89.6 ارب روپے جمع ہونے کے باوجود مالی سال 18ء کے ہدف (19.4 فیصد) سے کم رہی۔[2]

جدول 4.3: بلاواسطہ ٹیکسوں کی تفصیل

ارب روپے

			نمو (فیصد)	
	م س17ء	م س18ء	م س17ء	م س18ء
الف۔ رضاکارانہ ادائیگیاں	**370.5**	**377.4**	8.7	1.9
ب۔ عند الطلب وصولی	**92.8**	**104.1**	5.6	12.2
ج۔ ودہولڈنگ ٹیکس	**940.6**	**1004.0**	13.1	6.7
جس میں				
درآمدات اور برآمدات	221.3	247.0	8.1	11.6
معاہدے	259.5	283.2	24.3	9.1
تنخواہ	111.2	133.4	28.0	19.9
سود اور تمسکات	42.6	45.6	11.6	7.2
نقد رقوم نکلوانا	30.8	34.0	7.7	10.3
منافع منقسمہ	49.5	57.8	17.7	16.9
بجلی کے بل	25.8	33.8	1.2	30.9
ٹیلی فون	51.8	47.4	8.6	-8.5

ڈیٹا کا ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو اور اسٹیٹ بینک کا حساب

اس سے قطع نظر، گذشتہ برس کے مقابلے میں ٹیکسوں کی وصولی کی بلند سطح سے برآمدی صنعتوں کو درپیش نقد رقوم کے مسائل میں کمی کے لیے ٹیکس ری فنڈز بڑھانے کا موقع مل سکا۔ ٹیکس حکام نے مالی سال 18ء میں 154.7 ارب روپے کی بازادائیگی کر دی جبکہ گذشتہ برس 87.0 ارب روپے کی چکتائی ہوئی تھی۔

بلاواسطہ ٹیکس

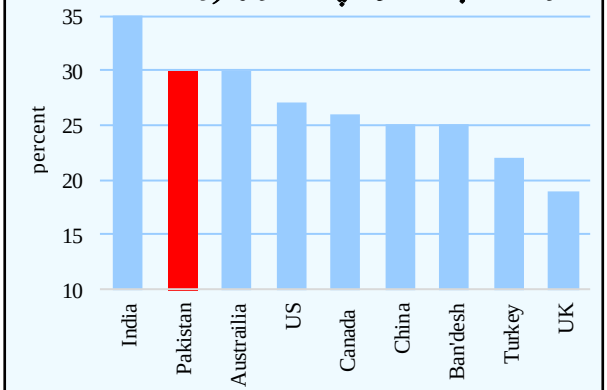
مالی سال 18ء کے دوران بلاواسطہ ٹیکسوں میں 14.4 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس 12.7 فیصد کا اضافہ ہوا تھا (**جدول 4.3**)۔ سست نمو کے باوجود اس میں اہم حصہ ودہولڈنگ ٹیکسوں کا تھا۔ ودہولڈنگ ٹیکسوں میں سست رفتار نمو کے باوجود ان سے محاصل کا اہم حصہ حاصل ہوا۔ ودہولڈنگ

[2] اثاثوں کو ظاہر کرنے کے لیے دو مختلف آرڈیننس کے ذریعے ایمنسٹی اسکیم متعارف کرائی گئی جن میں بیرونی اثاثہ جات (اعلان اور واپسی) ایکٹ 2018ء اور ملکی اثاثہ جات کا رضاکارانہ اعلان ایکٹ 2018ء شامل ہیں۔ اسکیم میں اثاثوں کی نوعیت کے لحاظ سے ٹیکسوں کی کم از کم شرح 2 تا 5 فیصد مقرر کی گئی۔ اسکیم کے ذریعے رسمی نظام میں تقریباً 75,000 نئے ٹیکس دہندگان کے اضافے میں مدد ملی جس سے ٹیکس فائل کرنے والوں کی تعداد 1.46 ملین تک پہنچ گئی۔ یہ امر قابل ذکر ہے کہ اسکیم میں 31 جولائی 2018ء تک توسیع کر دی گئی۔

ٹیکسوں میں بڑھتا ہوا تجارتی حجم، سمجھوتوں، تنخواہوں اور منافع منقسمہ میں اضافہ شامل ہیں جبکہ موبائل ری چارج اور سبسکرپشن سے آمدنی کم ہو گئی۔[3] عندالطلب وصولیاں بھی بڑھ گئیں، براہ راست ٹیکسوں میں ان کا حصہ صرف 6.7 فیصد ہے۔ یہ بے ترتیب انتخاب کے بجائے خطرے پر مبنی آڈٹ پر منتقلی سے آڈٹ کے عمل میں بہتری کا نتیجہ تھا۔

تاہم مجموعی بلاواسطہ ٹیکسوں میں 25 فیصد حصہ رکھنے والی رضاکارانہ ادائیگیوں میں مالی سال 18ء کے دوران صرف 1.9 فیصد کا اضافہ ہوا جبکہ گذشتہ برس 8.7 فیصد نمو ہوئی تھی (**جدول 4.3**)۔ اس کا اہم سبب بینکوں کی کم نفع یابی اور کارپوریٹ ٹیکس شرح (بینکوں کے علاوہ) کا 31 سے کم ہو کر 30 فیصد ہونا ہے۔[4]

شکل 4.3: منتخب ممالک میں کارپوریٹ ٹیکس کی شرح



Data source: KPMG International

یہ امر قابل ذکر ہے کہ حکومت گذشتہ پانچ برسوں کے دوران کارپوریٹ ٹیکس میں بتدریج کمی کرتے ہوئے اسے 35 سے کم کر کے 30 فیصد پر لے آئی ہے۔ یہ اقدام بہترین عالمی روایات سے ہم آہنگ مسابقتی کاروباری ماحول پیدا کرنے کے حوالے سے اہم تھا (**شکل 4.3**)۔ آگے چل کر کارپوریٹ ٹیکس کی شرح کو آئندہ پانچ برسوں میں مزید کم کر کے 25 فیصد پر لانے کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔ اس اقدام سے توقع ہے کہ سرمایہ کاری کی حوصلہ افزائی اور رضاکارانہ ادائیگیوں میں اضافہ ہو گا، جو محصولات کی وصولی بڑھانے کے ساتھ ساتھ معاشی نمو کے بہتر امکانات اور روزگار کے مواقع پیدا کرنے میں اہم کردار ادا کرے گا۔ اس سے قطع نظر، انسانی انٹرفیس سے گریز کرتے ہوئے ڈجٹائزیشن کی حوصلہ افزائی کرنے یعنی لوگوں کو ٹیکنالوجی کے استعمال کے ذریعے محصولاتی ادارے سے منسلک کرنا اخراج پر قابو پانے میں کلیدی اہمیت کا حامل ہو گا (**باکس 4.1**)۔

باکس 4.1: پاکستان میں ٹیکسوں کی وصولی کی ڈجٹائزیشن: ایک خوش آئند پیش رفت

اسٹیٹ بینک آف پاکستان اور فیڈرل بورڈ آف ریونیو نے حکومتی ٹیکسوں اور ڈیوٹیوں کی ون لنک سہولت کے ذریعے آن لائن وصولی کا مشترکہ نظام متعارف کرایا ہے۔[5] اس کا اطلاق انکم ٹیکس، سیلز ٹیکس اور کسٹم ڈیوٹیوں کی ادائیگی پر ہو گا۔ اسکیم کا مقصد خصوصاً محصولات جمع کرنے کے تناظر میں ادائیگیوں کے نظام میں بہتری لانے کے علاوہ ٹیکس دہندگان کو سہولت دینا اور اخراج کے اثرات کو کم کرنا ہے۔

توقع ہے کہ یہ اقدام ٹیکس جمع کرنے والی مشینری کی کارکردگی میں خامیاں کم کر کے محصولات جمع کرنے میں مثبت کردار ادا کرے گا۔ منقولی جائزے الیکٹرانک ٹیکس وصولی اور محصولات میں نمو کے درمیان ایک مضبوط ارتباط کی نشاندہی کرتے ہیں۔ لہٰذا، ڈجٹائزیشن کے لحاظ سے ٹیکس جمع کرنے کے طریقوں میں جدت سے توقع ہے کہ ٹیکس گزاروں کو سہولت ملے گی اور محصولات کی وصولی میں اضافہ ہو جائے گا۔

زیادہ اہم بات یہ ہے کہ یہ اقدام روایتی طریقوں کے ذریعے ٹیکس ادائیگی پر صرف ہونے والے وقت کو کم سے کم رکھنے میں بھی معاون ثابت ہو گا۔ مثلاً، کئی چھوٹے اور درمیانے درجے کے کاروباری افراد کی رائے ہے کہ بعض ٹیکسوں کی ادائیگی کے لیے بینک اور ٹیکس دفاتر جانے پر لاگت آتی ہے، جس سے ان کی ٹیکسوں کی تعمیل کی مجموعی لاگت بڑھ جاتی ہے۔ اس سے ٹیکس دہندگان کی لاگت بھی کم ہو جائے گی۔

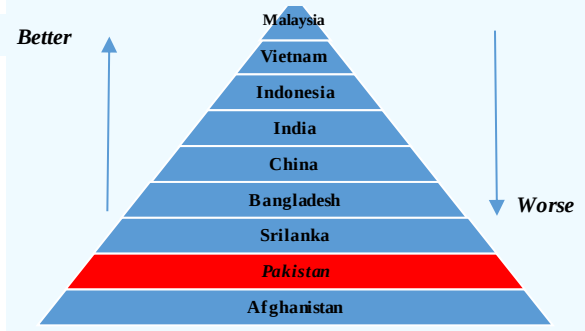
[3] اس کا سبب جون 2018ء میں سپریم کورٹ کے احکامات پر موبائل فون سبسکرپشن پر ود ہولڈنگ ٹیکس کی شرح 14.0 فیصد سے کم کر کے 12.5 فیصد تک لانا اور موبائل فون ری چارج پر ود ہولڈنگ ٹیکس کی معطلی تھی۔

[4] مالی سال 18ء میں بینکاری شعبے کا منافع 18.9 فیصد کمی کے بعد 245.0 ارب روپے تک پہنچ گیا جبکہ گذشتہ برس یہ 302 ارب روپے تھا۔

[5] دیکھیے "حکومتی ٹیکسوں اور ڈیوٹیوں کو آن لائن جمع کرنے کا آغاز: ماخذ: http://www.sbp.org.pk/press/2018/Pr-Online-Taxes-20-Mar-18.pdf

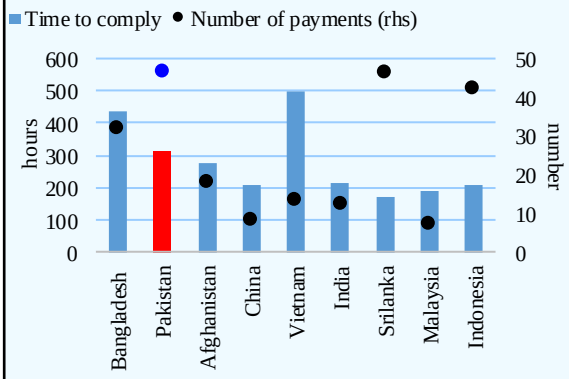
عالمی بینک کی ٹیکسوں کی ادائیگی کی رپورٹ کے مطابق مجموعی ٹیکسوں کی ادائیگی کے پیمانے کے ذیلی اظہاریوں میں ادائیگیوں کی تعداد[6] اور تعمیل کے وقت[7] کی خاص طور پر آن لائن فائلنگ اور ٹیکس ادائیگیوں کے حوالے سے پیش رفت کو جانچا جاتا ہے۔ ان اظہاریوں کی وسعت جتنی محدود ہو گی، ٹیکس نظام میں نصب آئی ٹی پر مبنی طریقوں کی پائیداری بلند سطح پر ہو گی۔ مثلاً، اسٹونیا کے ٹیکس دہندگان اپنے وی اے ٹی اور لیبر ٹیکسوں بشمول لازمی ادائیگیوں کی فائلنگ پر سالانہ صرف 81 گھنٹے خرچ کرتے ہیں۔[8]

شکل 4.1.1: ٹیکسوں کی ادائیگی مجموعی درجہ بندی 2018ء؛ ایشیا بحرالکاہل منتخب



Data source: Paying Taxes 2018, World Bank

شکل 4.1.2: الیکٹرونک ٹیکس ادائیگیوں کے عالمی بینک کے اظہاریے *



*The higher values of these two indicators show the absence of electronic tax paying systems installed and vice versa.

رپورٹ کے مطابق مجموعی ٹیکس ادائیگی کے زمرے میں ایشیا بحرالکاہل کے ممالک میں پاکستان کی درجہ بندی نچلی سطح پر ہے (**شکل 4.1.1**)۔ بہ الفاظ دیگر، پاکستان میں ٹیکس وصولی کے طریقوں میں آئی ٹی پر مبنی مؤثر نظاموں کی عدم موجودگی کی عکاسی 'ادائیگیوں کی تعداد' اور 'تعمیل کے وقت' کے اظہاریوں میں شدت کی بلند سطح سے ہوتی ہے (**شکل 4.1.2**)۔ چنانچہ، اس اقدام سے ٹیکسوں کی ادائیگی میں پاکستان کی درجہ بندی میں بہتری کا امکان موجود ہے اور کاروبار کرنے میں آسانی کے لحاظ سے بہتری کا عکاس ہے۔

تاہم اس نظام کا مؤثر نفاذ یقینی بنانے کے لیے کچھ خدشات کو پیشِ نظر رکھنے کی ضرورت ہے۔ ٹیکس دہندہ کی، "کمپیوٹر خواندگی" کو ہر فریق (ٹیکس دہندہ اور ٹیکس اہلکاروں) کو تربیت کے ذریعے ڈجیٹائز طریقوں کے استعمال کے قابل بنا کر حاصل کیا جاسکتا ہے۔ جبکہ الیکٹرانک ادائیگی اور فائلنگ جیسے ڈجیٹائزیشن پروسیس کو ٹیکس جمع کرنے والے حکام کو مزید آسان بنانا چاہیے۔

مزید برآں، اس نظام سے پیدا ہونے والے ڈجیٹل خطرات سے بھی احتیاط سے نمٹنے کی ضرورت ہے۔ سائبر سیکورٹی اور پرائیویسی کے مسائل کو ٹیکس دہندگان کا اعتماد بڑھانے اور ڈجٹائزیشن کو زیادہ جدت پسند بنانے کے لیے دانشمندی سے حل کیا جانا چاہیے۔

حوالہ جات:

- Bett, B.K., Yudah, O.A. (2017). Contribution of i-Tax System as a Strategy for Revenue Collection at Kenya Revenue Authority, Rift Valley Region, Kenya. International Journal of Scientific and Research Publication, 7(9), 389-396
- Gitaru, K. (2017). The Impact of System Automation on Revenue Collection in Kenya Revenue Authority (A case study of Simba)
- Ndayisenga, E., Shukla, J. (2016). Effect of Electronic Tax Management System of Tax Collection in Rwanda: A Case Study of Rwanda Revenue Authority. International Journal of Business and Management, 4(5), 38-49

[6] ادائیگیوں کی تعداد کے اظہاریے کے مطابق ادائیگیوں کی شدت کی گنتی ٹیکس ادائیگی کے طریقے کو مدنظر رکھتے ہوئے کی جاتی ہے۔ ایک ادائیگی کو ایک مرتبہ گنا جاتا ہے جہاں ٹیکس دہندگان کی اکثریت آن لائن ٹیکس فائلنگ اور ادائیگی کے نظام کو استعمال کرتی ہے اور حتیٰ کہ متعدد بار ادائیگیاں کی جاتی ہے۔ چنانچہ ادائیگیوں کی کم تعداد کا مطلب ہے کہ ٹیکس دہندگان ٹیکس ادائیگی کے لیے الیکٹرانک نظاموں کو استعمال کرتے ہیں۔

[7] اس اظہاریے سے ٹیکسوں اور حصوں کی تین اہم اقسام کی تیاری، فائل کرنے اور ادائیگی میں صرف ہونے والے وقت کی پیمائش کی جاتی ہے۔

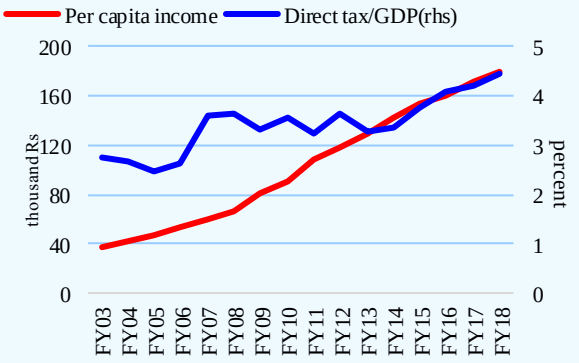
[8] ورلڈ بینک گروپ، پی ڈبلیو سی۔ ٹیکسوں کی ادائیگی 2018ء۔ عالمی بینک، واشنگٹن ڈی سی۔

تاہم، مالی سال 18ء میں بلاواسطہ ٹیکسوں کی بلند وصولی کے باوجود مجموعی ٹیکسوں میں اس کے حصے کے ساتھ جی ڈی پی کے لحاظ سے بڑھتی ہوئی آمدنی کی سطح اور اصل امکانات کے مقابلے میں کم ہے۔[9] ٹیکس کاری میں شفافیت کا اصول متعارف کرانے کے علاوہ بلاواسطہ ٹیکس کے امکانات سے استفادہ بھی مجموعی ٹیکس محاصل کی وصولی میں اہم کردار ادا کرے گا (**باکس 4.2**)۔

باکس 4.2: پاکستان میں بلاواسطہ ٹیکسوں کے امکانات

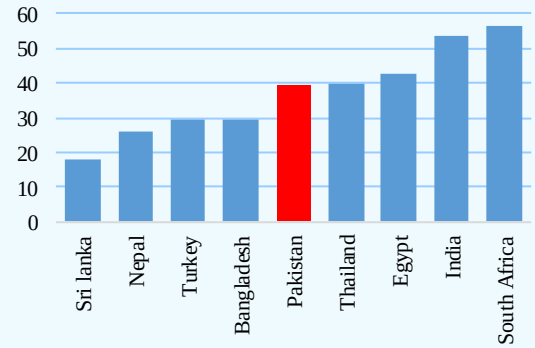
عام طور پر حکومتوں کے لیے بلاواسطہ ٹیکسوں کو محاصل جمع کرنے کا ایک شفاف اور مساویانہ طریقہ سمجھا جاتا ہے۔ بلاواسطہ ٹیکس آمدنی کی تقسیم کو متوازن بنانے اور عدم مساوات کے فرق کو کم کرنے کے لحاظ سے نظام کو زیادہ ترقی پسند بناتے ہیں۔ پاکستان میں ایسے redistributive طریقوں کو ان کی استعداد کے مطابق استعمال نہیں کیا گیا اور ٹیکسوں کی ساخت کا جھکاؤ رجعت پسند بالواسطہ ٹیکسوں کی طرف رہا ہے، جن کا مجموعی ٹیکسوں میں حصہ تقریباً 60 فیصد ہے۔

شکل 4.2.1: انکم ٹیکس وصولی بمقابلہ فی کس آمدنی



Data source: Federal Board of Revenue and Economic Survey of Pakistan

شکل 4.2.2: مجموعی ٹیکس محاصل میں آمدنی، منافع اور کیپیٹل گین کا حصہ



*Share of direct taxes in total for Pakistan and latest numbers available in WDI for ohers
Data source: FBR for Pakistan and WDI for

جی ڈی پی کے لحاظ سے مالی سال 18ء میں بلاواسطہ ٹیکسوں کے محصولات 4.3 فیصد تک پہنچ گئے جبکہ مالی سال 03 تا مالی سال 17ء میں ان کی اوسط 2.9 فیصد تھی۔ تاہم اگر ملک میں آمدنی کی بڑھتی ہوئی سطح سے تقابل کیا جائے تو ٹیکس وصولی میں نمو کم تھی (**شکل 4.2.1**)۔ مجموعی ٹیکسوں میں حصے کے لحاظ سے اگر دیگر ابھرتی معیشتوں سے تقابل کیا جائے تو اس دوڑ میں پاکستان درمیانے درجے پر کھڑا نظر آتا ہے (**شکل 4.2.2**)۔

بلاواسطہ ٹیکسوں میں تقریباً 70 فیصد ودہولڈنگ ٹیکسوں سے حاصل ہوتا ہے، جو بعض اوقات صارفین کو منتقل کرنے پر بالواسطہ ہو جاتا ہے۔ مثلاً، تقریباً نصف ودہولڈنگ ٹیکس درآمدات اور معاہدوں پر ایڈوانس ٹیکس کے ذریعے جمع کیا جاتا ہے، جو اشیا و خدمات کی حتمی قیمت میں شامل ہو جاتا ہے۔[10] ودہولڈنگ ٹیکس کے علاوہ ایف بی آر کے مجموعی ٹیکسوں میں بلاواسطہ ٹیکسوں کا حصہ 40 فیصد سے کم ہو کر 12.5 فیصد پر آجاتا ہے۔

بلاواسطہ ٹیکسوں سے پاکستان کی وصولی کی کم سطح کا بنیادی سبب ٹیکس نظام پر کمزور عملدرآمد اور بڑی تعداد میں ٹیکسوں سے حاصل استثنیٰ ہے

انکم ٹیکس کا بنیادی ذریعہ انفرادی اور کارپوریٹ انکم ٹیکس ہے، جن کا بلاواسطہ ٹیکسوں میں حصہ تقریباً 92 فیصد بنتا ہے۔ مالی سال 18ء میں فعال انکم ٹیکس دہندگان کی تعداد بڑھ کر 1.46 ملین تک پہنچ چکی ہے جو مالی سال 14ء میں

جدول 4.2.1: جی ڈی پی میں شعبہ جاتی حصہ بمقابلہ ٹیکس وصولی

فیصد

	جی ڈی پی میں حصہ	ٹیکس محاصل میں حصہ
زراعت	19.2	0.6
صنعت	20.9	69.6
خدمات	59.9	29.8
کل	**100**	**100**

ڈیٹا کا ماخذ: پاکستان دفتر شماریات اور وزارت خزانہ، مالیاتی پالیسی بیان 18

[9] آئی ایم ایف کی ایک اسٹڈی کے مطابق پاکستان کے ٹیکس امکانات کا تخمینہ جی ڈی پی کے 22.3 فیصد تک لگایا گیا ہے۔ ماخذ: Source: Pessino, C., and R. Fenochietto (2013), "*Determining Countries' Tax Effort*" IMF Working Paper 13/244, Washington DC; IMF

[10] انکم ٹیکس آرڈیننس کی دفعہ 148 میں درآمدی اشیا کی جامع فہرست فراہم کی گئی ہے جن پر کسٹم ڈیوٹی لگانے کے علاوہ ایڈوانس ٹیکس لیا جاسکتا ہے۔ اسی طرح، اشیا، خدمات کی فروخت اور سمجھوتے پر عملدرآمد پر ایڈوانس ٹیکس، انکم ٹیکس آرڈیننس کی دفعہ 153 کے تحت مختلف شرحوں پر چارج کیا جاتا ہے۔

0.98 ملین تھی، پھر بھی 57.4 ملین برسرروزگار افرادی قوت کے مقابلے میں اس کا حجم بہت چھوٹا ہے۔ اس کا ایک اہم سبب یہ ہے کہ مجموعی برسرروزگار افرادی قوت میں سے 42.3 فیصد کا انحصار زرعی شعبے پر ہے، جسے یا تو انکم ٹیکس سے استثنیٰ حاصل ہے یا پھر اس کا حصہ بہت کم ہے۔

زرعی شعبے کا جی ڈی پی میں حصہ 19.2 فیصد ہے لیکن ٹیکسوں میں اس کا حصہ معمولی ہے (**جدول 4.2.1**)۔ اٹھارہویں ترمیم کے بعد صوبوں کو زرعی شعبے سے ٹیکس جمع کرنے کے اختیارات دیے گئے تھے۔ مالی سال 17ء میں زرعی انکم ٹیکس سے صوبوں کے مجموعی محاصل خام قدر اضافی کے مقابلے میں 0.03 فیصد کی سطح پر تھے (**جدول 4.2.2**)۔ زیر کاشت زمین میں پنجاب کا حصہ 73 فیصد ہے اور زرعی انکم ٹیکس یا تو کاشت کی گئی فی ایکٹر زمین یا انکم ٹیکس آرڈیننس کے تحت ظاہر کی گئی آمدنی کی بنیاد پر چارج کیا جاتا ہے۔ پنجاب زرعی آمدنی ٹیکس ایکٹ 1997ء کے تحت اگر زیر کاشت رقبہ 12.5 ایکٹر سے کم ہے تو اس کی آمدنی کو ٹیکس سے استثنیٰ حاصل ہے۔ اور اگر رقبہ 12.5 اور 25 ایکٹروں کے درمیان ہے تو 150 روپے فی ایکٹر ٹیکس چارج کیا جائے گا جبکہ 25 ایکڑ سے متجاوز ہونے کی صورت میں 250 روپے فی ایکٹر ٹیکس وصول کیا جاتا ہے۔ ظاہر کردہ زرعی آمدنی کے معاملے میں استثنیٰ کی حد 80000 روپے ہے اور آمدنی میں اضافے کے ساتھ شرح بڑھ جاتی ہے۔ عالمی بینک کی جانب سے پنجاب میں محاصل جمع کرنے کے جائزے سے ظاہر ہوتا ہے کہ صوبے نے مالی سال 16ء میں 1.4 ارب روپے کا زرعی ٹیکس جمع کیا جبکہ وہاں سے 14 ارب روپے کے محصولات کی وصولی کا امکان موجود ہے اور یہ رقم اس کا صرف 10 فیصد بنتی ہے۔

جدول 4.2.2: زرعی انکم ٹیکس

ملین روپے

	م س10ء	م س11ء	م س12ء	م س13ء	م س14ء	م س15ء	م س16ء	م س17ء
پنجاب	770.3	717.2	762.4	827.3	934	1027.7	1383.8	1280.3
سندھ	200	210.2	122.8	406.5	276.4	341.5	410	650
خیبر پختونخوا	15.7	17.5	20.1	22	24	49	80	88
بلوچستان	0	1.5	0	0	0.5	1	9.4	12
تمام صوبے	986	946.3	905.3	1,255.8	1,234.9	1,419.2	1,883.2	2,030.3
مجموعی وصولی بطور فیصد:								
ہدف	70.0	59.8	82.2	114.8	46.3	50.9	60.2	55.7
زرعی مجموعی قدر اضافی	0.03	0.02	0.02	0.02	0.02	0.02	0.03	0.03

ڈیٹا کا ماخذ: صوبائی بجٹ دستاویز اور پاکستان دفتر شماریات

جدول 4.2.3: ٹیکس اخراجات

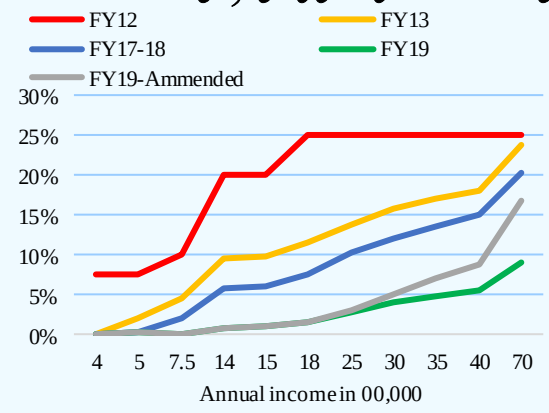
ارب روپے

	م س11ء	م س12ء	م س13ء	م س14ء	م س15ء	م س16ء	م س17ء	م س18ء
آمدنی ٹیکس	46.5	69.6	82.4	96.6	83.6	67.3	14	61.8
سیلز ٹیکس	33.7	24.3	37.4	249	225.4	207.3	250	281.1
کسٹم ڈیوٹی	94.9	91.5	119.7	131.5	103	120	151.7	198.2
مجموعی	**175.2**	**185.5**	**239.5**	**477.1**	**412**	**394.6**	**415.8**	**541.0**
یادداشتی اجزا								
کل بلحاظ جی ڈی پی فیصد	1.0	0.9	1.1	1.9	1.5	1.4	1.3	1.6
کل بلحاظ ایف بی آر ٹیکس	11.2	9.9	12.3	21.2	15.9	12.7	12.3	14.2

ڈیٹا کا ماخذ: اقتصادی سروے

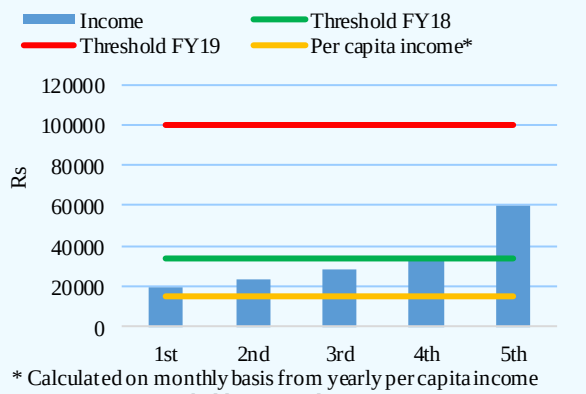
مزید برآں، انکم ٹیکس آرڈیننس میں معاشرے کے مختلف طبقات کو استثنیٰ دیا گیا ہے جبکہ بعض سے ترجیحی سلوک کیا جاتا ہے۔ انہیں ٹیکس اخراجات کہا جاتا ہے اور ان کا سالانہ نقصان جی ڈی پی کا 1.6 فیصد بنتا ہے اور مالی سال 18ء میں ایف بی آر کے مجموعی ٹیکسوں میں اس کا حصہ تقریباً 14 فیصد تھا (**جدول 4.2.3**)۔ جہاں تک انکم ٹیکس کا تعلق ہے تو انکم ٹیکس آرڈیننس کے دوسرے شیڈول میں افراد اور کارپوریٹ اداروں دونوں کو حاصل استثنیٰ کی جامع فہرست فراہم کی گئی ہے۔ زیادہ اہم بات یہ ہے کہ مالی سال 18ء میں مجموعی اخراجات کا 56 فیصد انکم ٹیکس آرڈیننس 2002ء کی دفعہ 56/بی کے تحت کیا گیا ہے، جس میں پلانٹ اور مشینری کی خریداری، اور پلانٹ کی توسیع، توازن کاری، جدت طرازی اور تبدل کے لیے سرمایہ کاری پر کمپنیوں کو قابل ادائیگی ٹیکس سے استثنیٰ دیا گیا ہے۔

شکل 4.2.3: مختلف آمدنی گروپس کی ٹیکس شرحیں



Data source: Finance Acts

شکل 4.2.4: گھرانوں کی اوسط ماہانہ آمدنی بلحاظ کوانٹائلز بمقابلہ انکم ٹیکس حد



* Calculated on monthly basis from yearly per capita income
Data sources: Household Integrated Economic Survey 2015-16 and Finance Acts

حال ہی میں کم از کم قابل ٹیکس آمدنی میں اضافہ کیا گیا ہے تاہم کئی ممکنہ ٹیکس دہندگان کو شامل نہیں کیا گیا

فنانس ایکٹ 2018ء میں پاکستان میں ٹیکسوں میں خاصی تبدیلیاں کی گئیں۔ انفرادی انکم ٹیکس کی شرح کو تنخواہ دار طبقے کے مختلف ٹیکس بریکٹس کے لیے کم کر دیا گیا۔ کم از کم حد کو تنخواہ دار طبقے کے لیے 400,000 روپے سے بڑھا کر 1.2 ملین روپے کر دیا گیا اور 14 تا 70 سو ہزار روپے آمدنی والے گھرانوں کو ٹیکسوں کی شرح میں 5 سے 11 فیصد تک کمی سے فائدہ پہنچا (**شکل 4.2.3**)۔[11] فنانس ضمنی (ترمیمی) ایکٹ 2018ء میں کم از کم حد کو برقرار رکھا گیا لیکن اس جزوی فائدے کو بالائی سلیبوں پر منتقل کر دیا گیا۔

اس وقت کم از کم حد فی کس جی ڈی پی کے چھ گنا اور مالی سال 18ء کے مقابلے میں تین گنا ہے۔ ان تبدیلیوں کا نتیجہ مالی سال 18ء کے مقابلے میں آبادی کی ایک بڑی تعداد کو استثنیٰ کی صورت میں نکلا ہے، جو مالی سال 18ء میں اوسط ماہانہ آمدنی کے سرفہرست دو کوانٹائل کو بمشکل چھو رہا تھا (**شکل 4.2.4**)۔ آئی ایم ایف کے تخمینوں کے مطابق متعدد معیشتوں کے اوسط ٹیکس کی شرح فی کس آمدنی کی سطح کا 15 فیصد تھا اور جب آمدنی فی کس جی ڈی پی کے تین تا چار گنا تک پہنچتی ہے تو یہ 25 فیصد پر ہموار ہو جاتا ہے۔ علاوہ ازیں، حکومت نے کارپوریٹ انکم ٹیکس (علاوہ بینک) میں کٹوتی کر کے اسے 30 فیصد کر دیا ہے جو پانچ برس قبل 35 فیصد تھا جبکہ یہ بینکاری شعبے کے لیے 35 فیصد برقرار رہا۔ یہ رجحان بھی ابھرتی معیشتوں سے مختلف ہے جہاں 2015ء میں اوسط کارپوریٹ انکم ٹیکس 22.3 فیصد پر تھا۔

خلاصہ

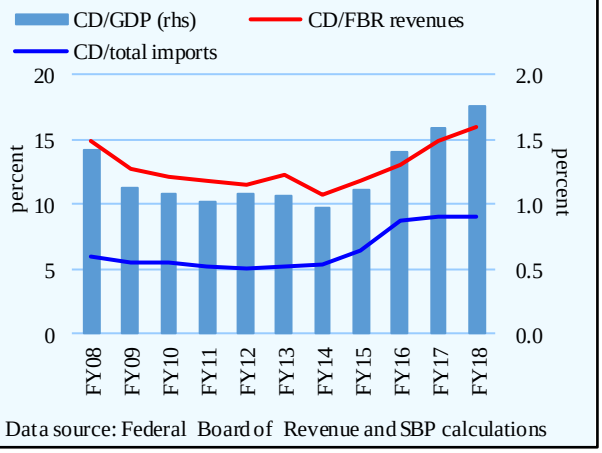
پاکستان میں ٹیکس اصلاحات کا مقصد موجودہ ٹیکس دہندگان پر ٹیکس عائد کرنے کے بجائے ٹیکس اساس کو بڑھانا ہونا چاہیے۔ ٹیکسوں کی شرحوں میں حالیہ کٹوتی ایک خوش آئند پیش رفت ہے، جس سے رضاکارانہ ادائیگیوں کی حوصلہ افزائی ہو سکتی ہے تاہم اس میں ممکنہ ٹیکس دہندگان کی ایک بڑی تعداد خارج ہو سکتی ہے۔ ایک اور اہم بات یہ ہے کہ شرحوں میں کمی سے بچتوں یا خرچ کو بڑھانے میں مدد ملے گی، جو بلند اقتصادی سرگرمی پر منتج ہو گا۔ ٹیکس کے بڑے فرق کو مدنظر رکھتے ہوئے صوبوں کو چاہیے کہ وہ وفاقی متنقلیوں پر انحصار میں کمی کے لیے ایسے وسائل کو ٹیکس نیٹ میں لانے کے لیے اپنی کوششوں میں تیزی لائیں جن سے ابھی تک استفادہ نہیں کیا جا سکا۔ مزید برآں، پاکستان کا انکم ٹیکس نظام آفاقی خود تشخیصی اسکیموں پر مبنی ہے اور بڑے غیر رسمی شعبے کی وجہ سے محصولاتی گنجائش محدود ہے۔ مالی سال 13ء کے دوران غیر رسمی شعبے میں 73.3 فیصد روزگار پیدا ہوا تھا، جس کا مطلب ہے کہ بقیہ چوتھائی حصے کی صرف ایک محدود تعداد ہی ٹیکس ادا کر رہی ہو گی۔ جامع غور و خوض کے بعد تیار کی گئی پالیسی جس کا مقصد موجودہ شعبوں کی ٹیکس تعمیل میں بہتری اور غیر رسمی شعبے کو ٹیکس نیٹ میں لانا ہو، کے ذریعے ہی نظام کو زیادہ ترقی پسند بنایا جا سکتا ہے۔

حوالہ جات:

- عالمی بینک 2017ء، پاکستان ڈویلپمنٹ اپڈیٹ: ایک مشترکہ ذمہ داری۔
- آئی ایم ایف 2016ء، پاکستان، منتخب ایشوز پیپر۔
- عالمی بینک، 2014ء، پاکستان میں ٹیکس اخراجات کی لاگت کا جائزہ۔
- آئی ایم ایف 2017ء، مالیاتی مانیٹر: عدم مساوات سے نمٹنا۔
- الزینکی، اتھان اور ڈیوڈ لاگوس (2017ء)۔ پاکستان میں ٹیکس تعمیل کے معاشی فوائد ایم پی آر پیپر نمبر آئی ڈی 12130۔
- Martinez-Vazquez, Jorge, and Kaspar Richter(2009). Pakistan Tax Policy Report: Tapping Tax Bases for Development. No. paper0908. International Center for Public Policy, Andrew Young School of Policy Studies, Georgia State University, 2009

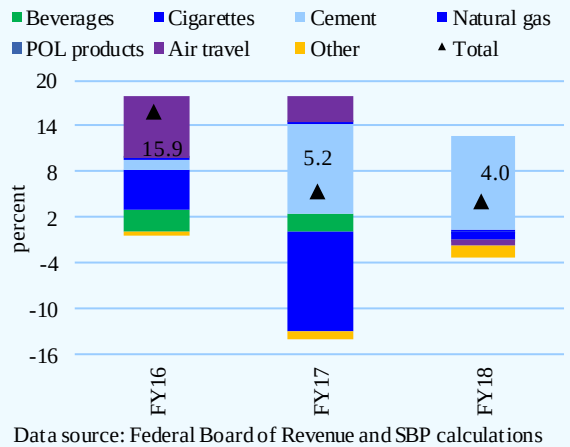
[11] تاہم 0.4 ملین تا 0.8 ملین روپے کے درمیان قابل ٹیکس آمدن پر 1,000 روپے کا معمولی ٹیکس عائد کیا گیا ہے۔ 0.8 ملین روپے اور 1.2 ملین روپے کے درمیان قابل ٹیکس آمدنی پر 2,000 روپے کا ٹیکس عائد کیا گیا ہے۔

شکل 4.4: کسٹم ڈیوٹی کی وصولی کے رجحانات



Data source: Federal Board of Revenue and SBP calculations

شکل 4.5 : وفاقی ایکسائز ڈیوٹی کی نمو میں حصہ



Data source: Federal Board of Revenue and SBP calculations

بالواسطہ ٹیکس

مالی سال 18ء کے دوران بلاواسطہ ٹیکس وصولی میں 14.3 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس 5.1 فیصد کا کمزور اضافہ ہوا تھا۔ ملکی طلب میں تیزی کے باعث اشیا سازی کی مضبوط سرگرمیوں، ملکی فروخت میں اضافے اور درآمدی حجم بڑھنے سے محاصل جمع کرنے میں مدد ملی۔ اجناس کی عالمی قیمتوں کے ساتھ ساتھ شرح مبادلہ میں کمی سے بھی بلند محصولات جمع کرنے خصوصاً درآمدی اشیا پر کسٹم اور سیلز ٹیکس جمع کرنے میں مدد ملی۔

سیلز ٹیکس

مالی سال 18ء میں سیلز ٹیکس وصولی میں 12.7 فیصد اضافے کے ساتھ بحالی ہوئی جبکہ مالی سال 17ء میں کوئی تبدیلی نہیں ہوئی تھی (**جدول 4.4**)۔ سیلز ٹیکس وصولی میں یہ بحالی ملکی طلب میں اضافے سے ہم آہنگ تھی جسے ملک میں آمدنی کی بڑھتی ہوئی سطح سے تقویت ملی۔ مزید برآں، تیل کی بلند عالمی قیمتوں کی منتقلی سے بھی ٹیکس کی حسب مالیت ساخت کے پیش نظر اس ذریعے سے سیلز ٹیکس کی مد میں بلند آمدنی کے حصول میں مدد ملی۔[12] تاہم، پیٹرولیم کی قیمتوں میں کچھ اضافہ حکومت نے سیلز ٹیکس کی شرح میں کمی کر کے جذب کر لیا، جس کا مقصد استحکام یقینی بنانا اور ملکی صارفین کو ریلیف فراہم کرنا تھا۔

کسٹم ڈیوٹی

مالی سال 18ء میں کسٹم ڈیوٹی میں 22.6 فیصد نمو ہوئی جو گذشتہ برس کی 22.1 فیصد نمو کے مقابلے میں تھوڑی سی زیادہ ہے۔ گذشتہ چند برسوں کے دوران مستقل بلند نمو کے اسباب میں بڑھتی ہوئی درآمدات، معاشی سرگرمی میں مسلسل بہتری، حقیقی آمدنی کی سطح کے بڑھنے، اضافی کسٹم ڈیوٹی میں ایک فیصد اور متعدد غیر ضروری اجزا پر ریگولیٹری ڈیوٹیوں کا بڑھنا شامل ہیں۔ خصوصاً گاڑیوں کی درآمد، پیٹرولیم مصنوعات، لوہا اور فولاد نے مالی سال 18ء کے دوران کسٹم ڈیوٹی کی وصولی میں خاصا اہم کردار ادا کیا۔ علاوہ ازیں، اجناس کی بلند قیمتوں کے ساتھ روپے کی قدر میں کمی کے باعث درآمدی اجزا کی اندرون ملک قیمت بڑھنے سے کسٹم ڈیوٹی کی وصولیاں بڑھ گئیں۔ اس کے نتیجے میں مالی سال 18ء کے دوران ایف بی آر کے ٹیکسوں میں کسٹم ڈیوٹی کا حصہ بڑھ کر 16.0 فیصد اور جی ڈی پی کے تقریباً 1.8 فیصد تک پہنچ گیا (**شکل 4.4**)۔

فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی

مالی سال 18ء میں فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی میں 4.0 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس 5.2 فیصد کا اضافہ ہوا تھا (**شکل 4.5**)۔ فیڈرل ایکسائز ڈیوٹی کی وصولی میں سست رفتاری کا سبب سگریٹوں سے وصولی میں کمی اور مالی سال 18ء کی چوتھی سہ ماہی میں اشیا سازی کی سرگرمیوں خاص طور پر سیمنٹ، سگریٹ اور مشروبات کے شعبوں میں سست نمو

[12] آئی ایم ایف کے اجناس کی قیمتوں کے اعداد و شمار کے مطابق اگست 2017ء میں پیٹرولیم مصنوعات کی قیمتیں نچلی سطح تک پہنچ گئی تھیں اور ستمبر 2017ء سے ان میں اضافہ شروع ہو گیا تھا۔

تھی۔ خاص طور پر سستے سگریٹوں کے معاملے میں وفاقی ایکسائز ڈیوٹی کی شرح میں کمی کے باعث اس مد کے محاصل میں متناسب اضافہ نہ ہو سکا۔ یہ صورت حال ٹیرف کی ساخت میں اضافے پر مبنی نظر ثانی کی متقاضی ہے تاکہ بلند محاصل کے ساتھ صحت میں بہتری کے دوہرے مقصد کو حاصل کیا جاسکے۔ تاہم سیمنٹ کی وصولیوں میں اضافے سے مالی سال 18ء میں ایف ای ڈی میں ہونے والی کمی کی تلافی میں مدد ملی۔

غیر ٹیکس محاصل

مالی سال 18ء میں غیر ٹیکس محاصل میں 21.4 فیصد کمی ہوئی جبکہ گذشتہ برس اس میں 23.0 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ اسٹیٹ بینک کے منافع کے علاوہ یہ کمی وسیع البنیاد تھی، جس نے تقریباً گذشتہ برس کی سطح کو برقرار رکھا۔ مزید برآں، قدرے چھوٹا حصہ رکھنے والے جز تیل و گیس کی رائلٹی اور خام تیل پر ونڈفال لیوی میں اضافہ ہوا لیکن یہ غیر ٹیکس محاصل پر دباؤ میں کمی نہیں لاسکا (**شکل 4.6**)۔ پھر بھی غیر ٹیکس محاصل میں کمی کو بڑی حد تک دفاع سے متعلق محاصل خصوصاً اتحادی سپورٹ فنڈ کی وصولیوں میں کمی سے منسوب کیا جاسکتا ہے۔

جدول 4.4: ملکی اور درآمدی مرحلے پر سیلز ٹیکس*

ارب روپے

	م س17ء	م س18ء	نمو	
			م س17ء	م س18ء
ملکی				
پیٹرولیم مصنوعات	225.8	283.0	-18.0	25.3
برقی توانائی	45.7	45.3	22.3	-0.9
سیمنٹ	29.7	24.1	5.0	-18.9
مشروبات	18.7	17.7	42.0	-5.6
سگریٹ	17.6	20.5	-26.1	16.9
قدرتی گیس	11.7	20.3	-35.9	73.7
دیگر	277.2	265.7	24.4	-4.1
کل	**626.4**	**676.6**	**1.2**	**8.0**
درآمدات				
پیٹرولیم مصنوعات	212.0	264.2	-3.2	24.6
لوہا اور فولاد	55.3	68.3	2.5	23.5
میکانکی مشینری	62.9	68.6	24.2	9.2
برقی مشینری	50.0	51.7	18.1	3.5
گاڑیاں	53.0	66.8	25.6	25.9
پلاسٹک، گوند	35.6	45.1	6.4	26.8
نامیاتی کیمیکلز	13.4	17.6	0.9	31.0
دیگر	219.8	232.4	1.7	5.7
خام	**702.0**	**814.7**	**4.6**	**16.1**

* یہ تفصیل عبوری اعداد و شمار پر مبنی ہے۔

ڈیٹا کا ماخذ: فیڈرل بورڈ آف ریونیو

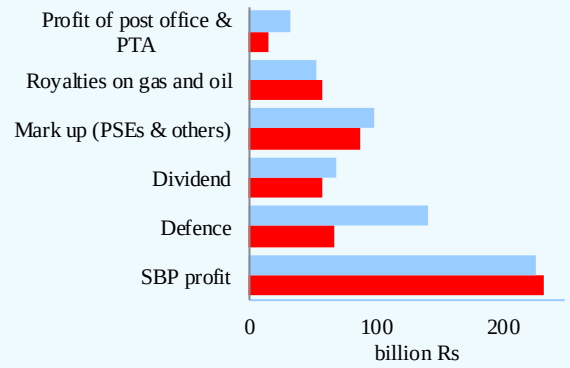
4.3 اخراجات

مالی سال 18ء میں مجموعی مالیاتی اخراجات میں نمو مالی سال 17ء کے 14.5 فیصد سے کم ہو کر مالی سال 18ء میں 8.7 فیصد پر آگئی۔ اس کا بنیادی سبب ترقیاتی اخراجات میں کمی تھی کیونکہ جاری اخراجات میں اضافہ ہو گیا تھا (**جدول 4.5**)۔ یہ ماضی کے رجحانات کے برعکس ہے جب ترقیاتی اخراجات میں اضافے کے لیے جاری اخراجات کی نمو کو محدود رکھا گیا (**شکل 4.7**)۔ یہ محصولات کی کمزور پوزیشن کی صورت حال میں مالیاتی خسارے کو محدود رکھنے کے حکومتی اقدام کا ایک نتیجہ بھی ہو سکتا ہے۔

تفصیلی اعداد و شمار سے ظاہر ہوتا ہے کہ ترقیاتی اخراجات میں کمی کا سبب مالی سال 18ء کے آخر میں عبوری حکومت کی میعاد کے دوران کم رقوم جاری ہونے کی وجہ سے وفاقی سرکاری شعبے کے ترقیاتی پروگرام (پی ایس ڈی پی) میں خاطر خواہ کمی تھی۔ اس سے قطع نظر صوبوں میں کچھ نمو دیکھی گئی لیکن یہ گذشتہ برس کی اسی مدت سے کم تھی (**جدول 4.5**)۔ اس کمی کے باوجود مالی سال 18ء میں انفراسٹرکچر، بجلی اور توانائی پر اخراجات اور خصوصی ترقیاتی پروگرام حکومت کی ترجیح رہے (**شکل 4.8**)۔ اسی طرح، پی ایس ڈی پی کے تحت سی پیک منصوبوں کے لیے مختص 187.3 ارب روپوں میں سے 122.7 ارب روپے خرچ کیے گئے (**شکل 4.9**)۔ البتہ بینظیر انکم سپورٹ پروگرام (بی آئی ایس پی) اور تخفیفِ غربت حکمت عملی پیپر (پی آر ایس پی) سمیت دیگر ترقیاتی اخراجات میں تیزی دیکھی گئی اور یہ مالی سال 18ء میں 10.4 فیصد نمو کے ساتھ بڑھ کر 127.8 ارب روپے تک پہنچ گئے۔

مالی سال 18ء کے دوران جاری اخراجات میں 12.6 فیصد نمو ہوئی جبکہ گذشتہ برس 10.7 فیصد اضافہ ہوا تھا۔ سودی ادائیگیوں اور دفاعی اخراجات میں اضافے کے باوجود وفاقی جاری اخراجات کی نمو کم ہوگئی (**جدول 4.5**)۔ اس کا اہم سبب نظم عامہ اور حفاظتی امور سے متعلق اخراجات میں کمی تھی۔ تاہم مالی سال 18ء میں صوبائی جاری اخراجات میں تیزی سے اضافہ ہوا۔

شکل 4.6: غیر ٹیکس محاصل کے رجحانات



Data source: Ministry of Finance and SBP calculations

4.4 صوبائی مالیاتی کارروائیاں

محاصل میں نمو کے مقابلے میں صوبائی اخراجات کی سست رفتاری کے باوجود صوبائی مالیاتی صورت حال مالی سال 18ء کے بجٹ کے تخمینوں کے برعکس

جدول 4.5: مالیاتی اخراجات

ارب روپے

	م س17ء	م س18ء	مطلق تبدیلی	نمو	
				م س17ء	م س18ء
جاری اخراجات	**5197.9**	**5,854.3**	**656.4**	**10.7**	**12.6**
وفاقی	3,472.2	3,789.8	317.6	10.4	9.1
جس میں					
سودی ادائیگیاں	1,348.4	1,499.9	151.5	6.7	11.2
(i)ملکی	1,220.3	1,322.6	102.4	6.0	8.4
(ii)بیرونی	128.2	177.3	49.1	13.9	38.3
دفاع	888.1	1,030.4	142.3	17.2	16.0
امن عامہ اور تحفظ	127.8	124.7	-3.2	32.8	-2.5
دیگر	1107.8	1134.8	27.0	7.9	2.4
صوبائی	1,725.7	2,064.5	338.8	11.3	19.6
ترقیاتی اخراجات	**1,693.5**	**1,584.1**	**-109.4**	**30.1**	**-6.5**
سرکاری شعبے کا ترقیاتی پروگرام	1,577.7	1,456.2	-121.5	33.1	-7.7
وفاقی	725.6	576.1	-149.5	22.3	-20.6
صوبائی	852.2	880.1	28.0	43.8	3.3
دیگر(بشمول بینظیر انکم سپورٹ پروگرام)	115.7	127.8	12.1	0.1	10.4
خالص قرض گاری	-12.8	37.6	50.4	-201.5	-393.6
مجموعی اخراجات*	**6,878.5**	**7,475.9**	**597.4**	**14.5**	**8.7**

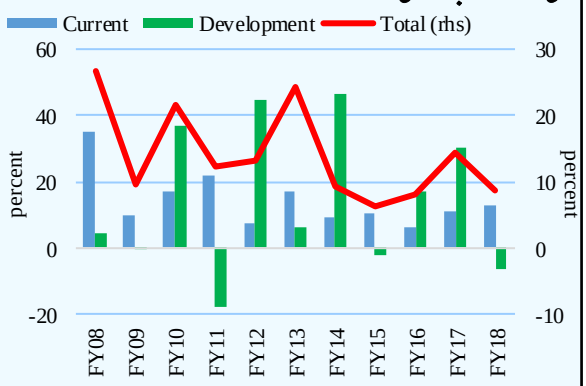
* علاوہ شماریات فرق

ڈیٹا کا ماخذ: وزارت خزانہ اور اسٹیٹ بینک کا حساب

نکلی۔ صوبوں نے فاضل کے لیے مقررہ 347 ارب روپے کے ہدف کے مقابلے میں مجموعی طور پر 17.5 ارب روپے کا خسارہ ظاہر کیا ہے جو گذشتہ برس ہونے والے 15.9 ارب روپے کے خسارے سے زیادہ ہے (**جدول 4.6**)۔ اس میں بڑا حصہ سندھ اور پنجاب کا تھا، جبکہ خیبر پختونخوا اور بلوچستان نے فاضل ظاہر کیے۔ تاہم، سہ ماہی وار تجزیے سے ظاہر ہوتا ہے کہ مالی سال 18ء کی آخری سہ ماہی میں تمام صوبوں نے خسارہ درج کیا ہے (**شکل 4.10**)۔

گذشتہ برس کے مقابلے میں اخراجات میں سست رفتاری سے اضافہ ہوا تاہم یہ بڑھ کر 2960.9 ارب روپے تک پہنچ گئے۔ یہ صوبائی محاصل کے مقابلے میں زیادہ تھا، جن میں 21.0 فیصد کی قدرے بلند شرح سے اضافہ ہوا لیکن یہ 2938.5 ارب روپے تک پہنچ گئے۔ لہٰذا، محصولاتی اخراجات کے درمیان فرق مالی سال 18ء میں کم ہوا ہے۔ اس سے قطع نظر، پورے سال کے دوران اخراجات کے مقاصد سے مختص کیے گئے فنڈز کی وصولی اور چکتائی کے وقت میں تاخیر دیکھی گئی، چنانچہ آخر جون مالی سال 18ء تک صوبے خالص قرض گیر بن چکے تھے (**جدول 4.6**)۔

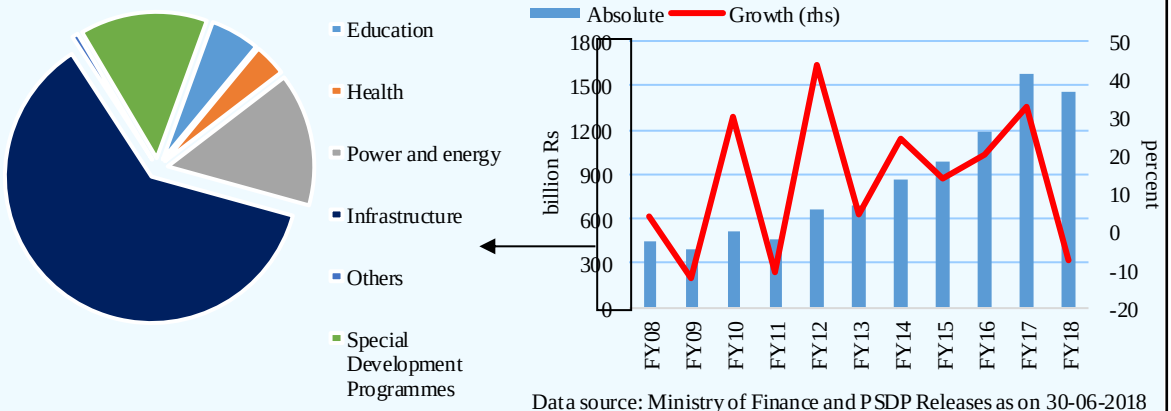
شکل 4.7: اخراجات میں نمو کے رجحانات



Data source: Ministry of Finance and SBP calculations

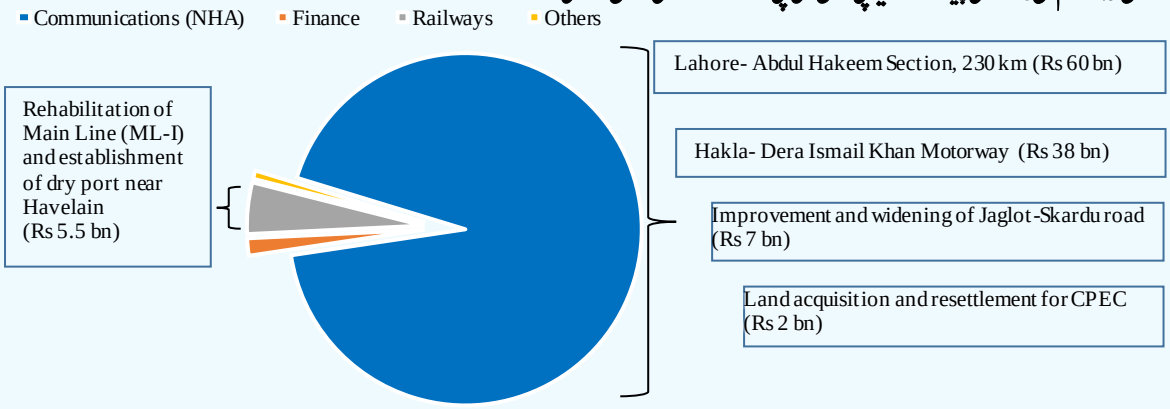
مجموعی صوبائی محاصل میں بلند نمو صوبوں کی اپنے محصولات بڑھانے کی کوششوں

شکل 4.8 : م س 18ء: پی ایس ڈی پی اخراجات میں نمو اور اجزائے ترکیبی



Data source: Ministry of Finance and PSDP Releases as on 30-06-2018

شکل 4.9: م س 18: سی پیک کے لیے پی ایس ڈی پی کے تحت فنڈز کی اصل وصولی



Data source: PSDP releases as on 30-06-2018 and CPEC official website

کی عکاس بھی ہے۔ خاص طور پر اس کی عکاسی جی ایس ٹی ایس میں مسلسل اضافے سے ہوتی ہے جس میں مالی سال 18ء کے دوران 223.9 ارب روپے کا اضافہ ہوا جبکہ مالی سال 17ء میں یہ 170.8 ارب روپے تک بڑھے تھے۔ خاص طور پر پنجاب میں ای اسٹیمپنگ متعارف کرانے سے اسٹیمپ ڈیوٹیوں کی وصولیوں میں 64.4 فیصد نمو

ہوئی، جس کا صوبائی ٹیکس وصولی میں حصہ خاصا بنتا ہے۔[13] تاہم پراپرٹی ٹیکس میں 21.1 فیصد کمی ہوئی جس کا اہم سبب پنجاب میں وصولیوں کی کم سطح تھی اور جہاں ان میں گذشتہ برس جمع کی گئی رقوم کے مقابلے میں نصف کمی واقع ہوئی۔

جدول 4.6: صوبائی مالیاتی سرگرمیاں

ارب روپے

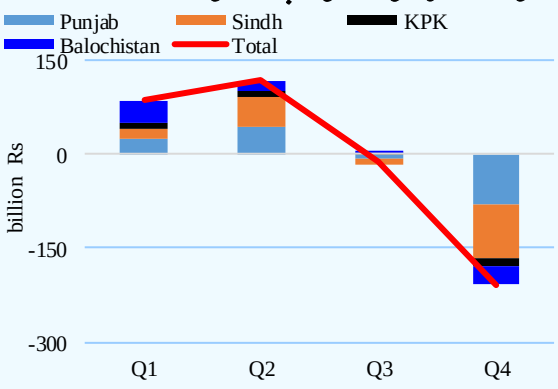
	پنجاب	سندھ	خیبر پختونخوا	بلوچستان	کل	نمو
م س 18ء						
الف۔ مجموعی محاصل	1412.0	802.8	481.5	242.3	2938.5	21.0
وفاقی محاصل میں صوبائی حصہ	1078.8	562.3	363.5	212.9	2217.4	12.8
صوبائی حصہ (I+II)	259.1	192.7	82.2	14.0	548.1	36.6
I۔ ٹیکس	197.5	176.1	18.3	9.4	401.4	24.7
II۔ غیر ٹیکس محاصل	61.6	16.6	63.9	4.6	146.7	84.5
وفاقی قرضے اور منتقلیاں	74.1	47.8	35.8	15.3	173.0	182.9
ب۔ مجموعی اخراجات	1418.6	845.1	447.1	250.1	2960.9	14.3
جاری**	948.8	619.7	329.7	182.5	2080.7	19.6
ترقیاتی	469.8	225.4	117.4	67.6	880.1	3.3
فرق (الف۔ب)	-6.6	-42.3	34.4	-7.8	-22.4	-86.3
مالکاری* (مجموعی توازن)	**17.4**	**34.7**	**-10.1**	**-24.4**	**17.5**	**10.5**
م س 17ء						
الف۔ مجموعی محاصل	1149.5	692.6	361.8	224.3	2428.2	5.9
وفاقی محاصل میں صوبائی حصہ	928.8	516.9	315.2	204.9	1965.8	5.6
صوبائی محاصل (I+II)	187.7	153.1	49.7	10.9	401.3	6.6
I۔ ٹیکس	155.4	144.5	15.7	6.3	321.8	13.6
II۔ غیر ٹیکس محاصل	32.3	8.6	34.0	4.6	79.5	-14.8
وفاقی قرضے اور منتقلیاں	33.0	22.7	-3.1	8.6	61.2	11.0
ب۔ مجموعی اخراجات	1154.5	754.1	436.7	246.2	2591.5	20.4
جاری**	716.1	550.9	299.0	173.3	1739.3	11.5
ترقیاتی	438.4	203.2	137.7	73.0	852.2	43.8
فرق (الف-ب)	-5.0	-61.5	-74.9	-21.9	-163.2	-215.2
مالکاری* (مجموعی توازن)	**-15.7**	**39.0**	**-13.5**	**6.0**	**15.9**	**-107.7**

* مالکاری میں منفی علامت کا مطلب ہے فاضل۔ ** جاری اخراجات کے اعداد و شمار کی جدول 4.5 میں دیے گئے اعداد و شمار سے مماثلت ضروری نہیں کیونکہ یہاں درج اعداد و شمار میں وفاقی حکومت کو مارک اپ ادائیگیاں شامل ہیں۔

ڈیٹا کا ماخذ: وزارت خزانہ اور اسٹیٹ بینک کا حساب۔

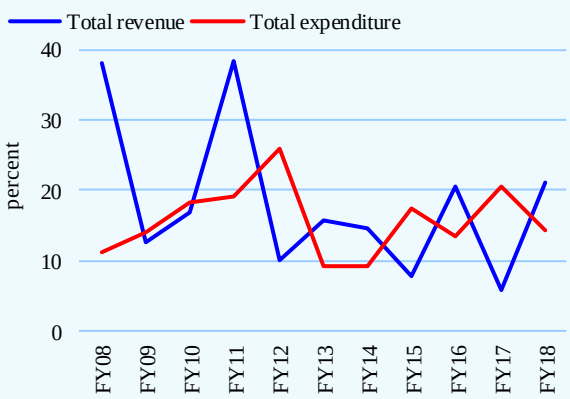
[13] 2016ء میں پی آئی ٹی بی نے پنجاب حکومت کے ساتھ اشتراک کیا اور قانونی تقاضوں کے لیے طویل طریقہ کار سے رساؤ کو کم از کم کرنے کی غرض سے ای اسٹیمپنگ سہولتیں متعارف کرائیں۔

شکل 4.10: مالی سال 18ء میں صوبہ وار فاضل



Data source: Ministry of Finance and SBP calculations

شکل 4.11: صوبائی محاصل اور اخراجات میں نمو



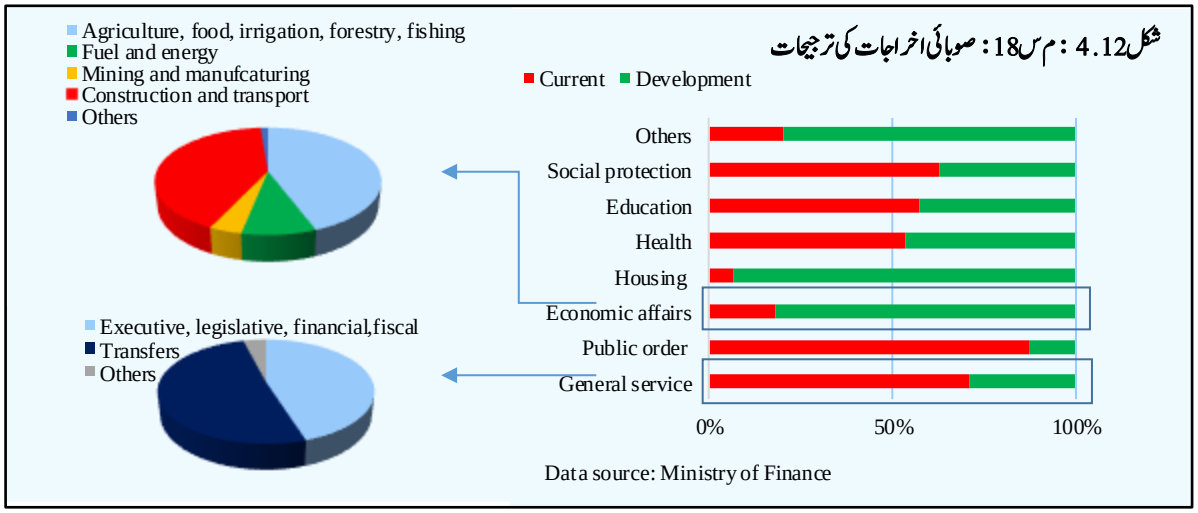
Data source: Ministry of Finance and SBP calculations

صوبائی غیر ٹیکس محاصل بڑھ کر 146.7 ارب روپے تک پہنچ گئے جبکہ گذشتہ برس یہ 79.5 ارب روپے کی کمتر سطح پر تھے۔ اس کا سبب پن بجلی کے منافع سے حاصل ہونے والے محاصل کی بلند سطح تھی یہ وصولیاں بیشتر خیبر پختونخوا اور پنجاب میں کی گئیں۔ سندھ نے بھی 16.6 ارب روپے جمع کیے۔ وفاقی قرضوں اور متقلیوں میں ایک دہائی کا بلند اضافہ درج کیا گیا، جس کا اہم سبب ترقیاتی منصوبوں خصوصاً پنجاب میں اورنج لائن ٹرین کی مالکاری تھی۔

صوبائی اخراجات میں نمو سست ہو کر 14.3 فیصد رہ گئی جبکہ گذشتہ برس 20.4 فیصد کی بلند سطح پر تھی (**شکل 4.11**)۔ اس کا اہم سبب بلوچستان اور خیبر پختونخوا کے ترقیاتی اخراجات میں کافی سست نمو تھی۔ تاہم صوبائی ترقیاتی اخراجات میں نمو گذشتہ برس کے 11.5 فیصد سے بڑھ کر مالی سال 18ء میں 19.6 فیصد تک پہنچ گئی۔ جاری صوبائی اخراجات میں نظمِ عامہ اور عمومی عوامی خدمات کو بدستور ترجیح حاصل رہی۔ تاہم سماجی تحفظ کے زمرے میں اخراجات کی بلند سطح دیکھی گئی (**شکل 4.12**)۔

ترقیاتی اخراجات میں معمولی نمو کے ساتھ بھی صوبے مکانات، کمیونٹی کی ترقی اور اقتصادی امور پر زیادہ خرچ کر سکتے ہیں۔ اقتصادی امور میں ترجیح زراعت، گلہ بانی اور تعمیرات کو دی گئی (**شکل 4.12**)۔ مثلاً، پنجاب کی صوبائی ڈویلپمنٹ ورکنگ پارٹی (پی ڈی ڈبلیو پی) نے آبپاشی، تعمیرات، صحت اور تعلیم کے شعبوں سے متعلق بعض منصوبوں کی منظوری دی۔[14] خیبر پختونخوا میں توجہ کا مرکز زراعت، گلہ بانی، اشیاسازی اور تعمیرات کے شعبے رہے۔[15]

شکل 4.12: م س 18: صوبائی اخراجات کی ترجیحات



Data source: Ministry of Finance

14 منصوبہ جاتی جھلکیاں، محکمہ منصوبہ بندی اور ترقی، حکومتِ پنجاب

15 خیبر پختونخوا میں خوشحالی کا دوبارہ حصول، وسط مدتی شمولیت پر مبنی نمو کی حکمت عملی 2015ء تا 2018ء۔

وسیع تناظر میں دیکھا جائے تو صوبائی حکومتوں نے مالی سال 18ء میں تعلیم اور صحت پر اپنے جاری اور ترقیاتی اخراجات میں اضافہ کر دیا۔ ایک مثبت پیش رفت یہ ہے کہ سندھ حکومت نے عالمی بینک کے اشتراک سے ایک پروگرام کا آغاز کیا ہے جس کا مقصد بچوں کی نامناسب افزائش اور غذائیت کی کمی کو 2021ء تک 48 فیصد سے کم کر کے 30 فیصد تک لانا ہے۔[16]

اس سے قطع نظر صوبائی خسارے کی صورت حال نے دباؤ کا شکار وفاقی مالیات پر بوجھ میں مزید اضافہ کر دیا۔ یہ دو طرح سے ہوا۔ اول، پہلا، مجموعی صوبائی محاصل کو ہمیشہ این ایف سی ایوارڈ کے مطابق بلند صوبائی حصے (57.5 فیصد) سے اعانت ملتی رہی اور وفاقی حکومت کی ذمہ داری ہے کہ وہ فنڈز، وفاقی منتقلیاں اور گرانٹس صوبوں کو منتقل کرے۔ دوسرا، صوبائی خسارہ مالیاتی خسارے کو سہولت دینے کے بجائے مجموعی خسارے کو مزید بڑھانے کا باعث بنا ہے۔ اس لیے، محصولات کے غیر دریافت شدہ ذرائع (جیسے زراعت اور پراپرٹی ٹیکس) سے زیادہ سے زیادہ استفادے کے لیے ادارہ جاتی اصلاحات کی جائیں اور اخراجات کے انتظام کو فنڈز کی فراہمی کے ساتھ ہم آہنگ کرنا ضروری ہے۔

[16] بچوں کی نامناسب افزائش میں کمی لانے کا منصوبہ، شہری پالیسی اور تزویراتی منصوبہ بندی، محکمہ منصوبہ بندی و ترقی، حکومت سندھ۔